فوزی المعلوف: ادب مہجر کا نمائندہ ، شاعر نسواں

ڈاکٹر شہناز ظہیر* ڈاکٹر مبارک شاہ*

Abstract

A Sophisticated Touch of Feminism in the Poetry of *Fawzī Al-Ma'lūf*

This article is an Urdu translated effort about introduction of renowned Arabic poet *Fawzī al-Ma'lūf*, a feminist poet of Emigrant Arabic Literature. When we think of feminist poetry, we think of him in a highly appreciated frame of humanity, and he is one of the most influential poets of the century, not to mention one of the most important feminist poets from Modern Period of Arabic Literature, who has migrated to America, when enemies attacked on his homeland. Emigrant Arabic Literature is very rich in its thoughts and contents, but Feminism is rare a component of this Literature, which is found in *Fawzī* poems. He experienced migration, and he is known to us as a "Poet of Love, Intuition, beauty and truth". *Fawzī* wrote about his heartiest respect towards women by transferring his honest and true thoughts and his sympathetic feelings reflects by his transparent views and sentiments in his poems. *Fawzī al-Ma'lūf* indicates in his International Feminist Poems about issues related to women, the role of their fairness and innocence in their characters, passionate love towards men, motherhood, but he goes to perfectly describe the secrets of a greatest share of a woman in the spiritual love of an ideal bride of the paradise of dreamlands etc. *Fawzī* is also counted in between poets who wrote about women by raising such beautiful, delicate and sophisticated points to highlight the status of women in society and this type of struggle by feminists for the rights of women is now a school of thought.

Keywords: Emigrant Arabic Literature; Poetry; *Fawzī al-Ma'lūf*. Feminism.

تمہید

عربی زبان وادب سے براہ راست و متعلق دور جدید میں دو مقبول عام عالمی ادب ایسے پروان چڑھے جو دونوں ہی از حد مشہور ہوئے ہیں اور جو غیر عربی سرزمین میں نشوونما پاکر بھی مقبولیت کے بام عروج تک جا پہنچے ہیں دنیائے ادب کے کارواں میں شاعری ایک ایسا بحر بیکراں ہے جس سمندر میں شاعر بطور غواص غوطہ زن ہو کر جوہر معانی ومفاہیم باہر لاتا ہے۔نت نئ اتجاہات کو متعارف کروانے میں تمام سخن وروں کی ریاضتوں اور کاوشوں کا ایک لامتناہی سلسلہ کار فرما نظر آتا ہے ان جدید ادبی آفاق میں موضوعات واغراض کے تنوع کے ضمن میں عربی زبان وادب کو خاص مقام وامتیاز حاصل ہے اس شرف کے حامل نیز بلاغت جامعیت اور معنویت کے مرقع ترجمانیء احساسات میں کامل "ادب اندلسی" اور "ادب مھجری" کے نام شامل ہیں ۔[1] "ادب اندلسی" میں زیادہ تر مناظر فطرت کی عکاسی کی گئی ہے جب کہ "عربی ادب مہجر" میں ان عرب ادباءو شعراء کا اعلیٰ کلام شامل ہے جنہوں نے اعلیٰ انسانی اقدار پر مشتمل ادب تخلیق کیا اسی وصف کی بنا پر ہم اسے بلاشک وشبہ ادب عالیہ کے زمرے میں شمار کرسکتے ہیں ان شعراء نے وطن کی محبت سے معمور اشعار لکھے ہیں انسان دوستی اور بھائی چارہ کو عام

---

* انچارج، شعبہ عربی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

* اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامیات ڈیپارٹمنٹ، پشاور یونیورسٹی

کیا ہے۔اس کے علاوہ فطرت کے مناظر کی تصویر کشی کو بھی اپنا موضوع شعر و سخن بنایا ہے۔[۲] ادب مہجر کے عظیم شعراء میں سے ایک مشہور شاعر فوزی معلوف بھی ہیں جنھیں "دوری اور وجدان کا شاعر" بھی کہا جاتا ہے۔[۳] وہ جدید ادب عربی کی شاخ "اَدب مہجری" کے نمائندہ شعراء میں سے ہیں جنھوں نے اپنے کلام میں عورت کی وفا کا تذکرہ دل کھول کر کیا ہے اورآپ کو شاعر نسواں کی حیثیت سے مشہور ترین عالمی شعراء کے زمرے میں شمار کیا گیا ہے ۔

شاعر کی سیرت و شخصیت

آپ کا پورانام فوزی بن عیسیٰ سکندرالمعلوف ہے آپ بہت رقیق العواطف لبنانی شاعر تھے۔آپ کی پیدائش زحلہ کے مقام پر ہوئی۔فوزی المعلوف کا تعلق نہایت ممتاز علمی وادبی گھرانے سے تھا جسے خاندان زھیرابن ابی سلمی[۴] کا عرف حاصل تھا[۵] کیونکہ ان کے والد شفیق معلوف شاعر تھے اور فوزی، ریاض[۶] اور شفیق[۷] تینوں بھائی بھی شاعر تھے نیز ان کے ماموں قیصر شاہین[۸] اور میشال[۹] بھی شاعر تھے اور شفیق معلوف کا بیٹا بھی شاعر تھا جو پرتگالی زبان میں شعر کہتا تھا۔اس نے اپنے باپ شفیق معلوف کی شاعری میں سے منتخب قصائد کا ترجمہ بھی کیا ہے اسی طرح شفیق معلوف نے اپنے بیٹے کی شاعری کو عربی زبان میں منتقل کیا ہے۔فوزی نے ادبی ماحول میں آنکھ کھولی اور یہ شروع ہی سے ادب کی طرف مائل تھا۔[۱۰] اس مشہور شاعر کی شاعری ایک خداداد صلاحیت تھی۔ آپ بیک وقت فرانسیسی اور عربی ہر دو زبانوں پر یکساں مہارت رکھتے تھے۔ دمشق کے تربیتِ معلمین کے مدرسہ میں پہلے تو ڈائریکٹر[۱۱] بنے اور پھر میڈیکل کالج کے پرنسپل کے پرسنل سیکرٹری متعین کئے گئے۔ بعدازاں آپ برازیل چلے گئے جہاں آپ نے اپنے قصائد "سقوط غرناطہ"، "محبت کی گمراہیاں"، "عذاب کا شعلہ"، "اندلس کے گیت" اور "ہوا کی چادر پر" تحریر کئے۔ آپ نے اپنے عنفوان شباب میں ۱۹۳۰ء میں برازیل کے دار الخلافہ (Rio de Janeiro) میں وفات پائی ۔[۱۲]

آپ کا فن شاعری

فوزی المعلوف جدید ادب عربی کی شاخ "اَدب مہجری" کے نمائندہ شعراء میں سے ہیں۔ دیگر زبانوں کے شعراء کی طرح فوزی نے بھی شاعری کی مختلف اغراض کو اپنے قصائد کا موضوع بنایا۔ آپ کے اشعار ذہنی ارتقا کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ آپ برازیل میں قائم ہونے والی ادبی انجمنوں میں اپنی ذہانت اور فکر کی پختگی کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے۔ تمام تر رومانی شاعروں کی طرح فوزی نے بھی حسن وجمال کو اس کے عروج پر بیان کیا ہے، اصناف ادب بالخصوص شاعری میں حسن کو تو بہر حال فوقیت حاصل ہوتی ہے۔یوں بھی اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو فوزی نے محبت، انسانیت اور وفا کا اعلیٰ درس دیا ہے مگر وطن کی طرف جو جذبہ اور شوق آپ کے دل میں رقصاں و فروزاں تھا وہ آپ کے شعر و نثر میں نہایت جلی اور نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

صنفِ نسواں پر شاعری

ایک اور خاص صفت عورت کی عظمت ہے جس پر فوزی المعلوف نے بہت سے مثالی قصائد لکھے ہیں۔ یوں دیگر عالمی زبانوں کے شعراء کی طرح فوزی نے بھی شاعری کی مختلف اغراض کو اپنے قصائد کا موضوع بنایا ہے تاہم آپ نے عورت کی شان میں بہت سے عمدہ اور بے مثل وبے نظیر قصائد لکھے ہیں جو صنفِ نازک سے متعلق آپ کے پاکیزہ خیالات اور نظریات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ لہٰذا فوزی المعلوف کی شاعری کے اہم موضوعات میں عورت کی وفا کا تذکرہ، عورت سے روحانی محبت، مناظرِ فطرت کی

عکاسی، وطن کی محبت اور کائنات میں غور و تفکر شامل ہیں۔[۱۳] موضوعات کی گونا گونی اور بوقلمونی کے باوجود آپ کی شاعری پر صنفِ نسواں کے موضوع کی کافی گہری چھاپ تھی۔ آپ نے عورت کی زندگی کے مختلف مثبت پہلوؤں پر قصائد لکھے جن کے باعث بہت شہرت پائی۔[۱۴] یوں عورت کے تقدس واحترام پر مبنی شاعری کی بدولت آپ کو شاعر نسواں کے زمرے میں شمار کیا گیا۔ آپ کے نزدیک مثالی عورت عفت وطہارت کا مجسمہ ہوتی ہے اور اس کی عفت اور پاکیزگی ہی خوشی کا قلعہ ہے کیونکہ عورت کا اخلاق بگڑے تو معاشرہ بگڑ جاتا ہے اور اس کی صحیح تربیت کی جائے تو معاشرہ سنور جاتا ہے۔

فوزی اور مفہوم محبت

فوزی اپنے والد شفیق معلوف کی طرح روحانی محبت کے قائل تھے جو شہوت کے بغیر کی جائے اور خالص رومانوی معصوم تجربے سے جنم لیتی ہے۔[۱۵] بُری عورتوں سے اجتناب کرنے کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فوزی بہت عمدہ اور خوبصورت اشعار کہتے ہیں[۱۶] اور ایسی عورتوں کو آپ ایک خاص اصطلاح یعنی "امراۃ ساقطہ" کے نام سے پکارتے ہیں۔[۱۷]

قالت : ولكنـــــي فتـّـــانة　　　تؤخذ من سحر جمالي العقول
فقلت :حسن الجسم فان وما　　　مـــن دولة للحسن إلا تدول
غير جمال النفس بين الـــورى　　　فهو جمـــال خالد لا يزول[۱۸]

ترجمہ: (اس عورت نے کہا: میں تو ایک حسین فتنہ ہوں اور میرے جادوئی حُسن سے مردوں کی عقلوں کو اُڑانے کا کام لیا جاتا ہے۔ تو میں نے کہا: جسم کا حُسن تو فانی ہوتا ہے اور ظاہری حُسن کی یہ عارضی وفانی دولتیں تو فوراً ہی زائل ہو جاتی ہیں سوائے نفس کی ایک لازوال اور ابدی خوبصورتی کے۔ نفسِ انسانی کا وہ روحانی جمال جو کائنات میں دوامِ حُسن کے لئے خارجی وباطنی مظاہر بھی رکھتا ہے اور کبھی ضائع نہیں ہوتا)۔

پھر فوزی المعلوف اِس عورت کو معذرت خواہانہ انداز میں اپنا اعتذار بھی پیش کر دیتے ہیں اور یوں اپنے اشعار میں معذرت طلب کرتے ہیں:

كم فتاة كـــان الحياء حـــــــلاها　　　قبل إن راودته كف الشقـــاء
تبذل العـــــرض وهو جوهـــــرة　　　النفس رخيصا حتى بجرعة ماء
و تنادى فى ساحة الفحش والفسق　　　على ما بقى لها من حيـــاء[۱۹]

ترجمہ: (کتنی ہی ایسی جوان دوشیزائیں ہیں کہ شرم وحیاء ان کا زیور تھا اور بدبختی کے ہاتھوں میں برباد ہونے سے قبل وہ پاک دامن بھی تھیں اور اب وہی بربادی کے بعد اپنی عزت، جو کہ نفس کا اصل اصیل اور جوہر ہے، کو فروخت کرتی پھرتی ہیں اور وہ یہ قیمتی جوہر اتنے سستے داموں میں فروخت کرتی ہیں کہ محض پانی کا ایک قطرہ ان کی قیمت ہوتی ہے۔ پھر وہ فحش وفسق کے صحنوں میں آوازیں لگاتی پھرتی ہیں اور جو تھوڑی بہت حیا ان میں باقی رہ جاتی ہے، وہ اس کا اظہار بھی کرتی پھرتی ہیں)۔

فوزی کے نزدیک بے حیا اور بدمعاش مرد نہ صرف ظالم ہوتے ہیں بلکہ عیار بھی ہوتے ہیں جو معصوم مشرقی عورت کی عزت کے درپے ہوتے ہیں اور بلا وجہ اس غریب پر تہمتیں لگاتے پھرتے ہیں۔ اس کے نزدیک یہ تہمتیں بالکل دُرست نہیں ہوتی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ تو ان مردوں کے اپنے باطن کی ہی آوازیں ہوتی ہیں جن کا وہ اس طرح بذاتِ خود اظہار بھی کرتے رہتے ہیں۔ جب کہ ایک عفت مآب شرم وحیا والی مشرقی عورت ان افواہوں سے بلند تر عظیم اخلاقی درجہ کی حامل ہوتی ہے۔ یوں فوزی المعلوف قانون فطرت کے اس اہم ترین اخلاقی پہلو کی طرف سے ذرہ بھر بھی غافل نہیں رہتا بلکہ وہ اس بات کی اصلیت وماہیت پر غور کر کے یہاں عورت

کے حقوق کا زبردست داعی اور متحرر بن جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

ليت شعرى وهكذا هـــم أرادوا أن تكوني فهل عليك ملام

أفيرجى النجاح لشعـــــــب و المـــرأة فيه ذل العبيد تسأم[۲۰]

ترجمہ: (کاش مجھے شعور ہو جاتا کہ وہ اتنا غلط ارادہ کیے ہوئے تھے اور ان کا اندازہ تھا کہ "اے عورت!" تو ایسی ہے تو ویسی ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ سب یوں ہی تجھ کو ملامت بھی کرتے رہے؟ یہ سچ ہے کہ جو قوم عورت کو غلامی کی ذلت میں بند رکھے گی وہ اس سے فائدہ بھی تو نہیں اٹھا سکے گی اور نفع کی بجائے معاشرے کو صرف نقصان ہی دے سکے گی)۔

آفاقی شاعر کی وسعت نظری کی ابعاد

عورت کی تعریف کرنے کے علاوہ فوزی عورت کو ضعیف مخلوق یا ناقص العقل ذات خیال کرنے والے لوگوں کا بھی منکر ہے شاعر کے نزدیک ان کم ظرف لوگوں کے ظن بدگمانی اور گناہ کے مترادف ہیں جو خواتین کو روایات و تقالید کے قید خانوں میں بند کرنے میں لگے ہوئے ہیں جب کہ عورت تو سراسر پاکیزگی و وفا کا پیکر اور مشرقیت کی حامل ہونے کے باوجود بھی ظلمتوں میں گیت گانے والی بُلبل ہے وہ کہتا ہے:

مل فيه غير الحب ملء الفضاء ملء الثرى فى الغاب فى ظله

فوق الجبال الناطحات السحـــاب فى المـــاء فى كيانه كله [۲۱]

ترجمہ: (فضا میں سوائے محبت کے اور کوئی چیز خلا کو پر کرنے والی تخلیق نہیں کی گئی محبت مٹی میں 'جنگل میں 'سائے میں' پہاڑوں میں 'بادلوں میں 'پانی میں بھی اور پوری کائنات میں ان خلاؤں کو پر کرنے والا واحد جذبہ کار فرما ہے)

وہ تمام محرومیاں جو روحانی تشنگی کے باعث انسان کے اندر جنم پا لیتی ہیں صرف سچی محبت کی روح کے تریاق سے ختم ہو جاتی ہیں جس سے زخموں کا مرہم ممکن ہے اور ایسی حقیقی محبت اپنے اندر تمام خلاؤں کو پر کرنے کا سلیقہ و قرینہ اور درک بھی رکھتی ہے پھر شاعر کہتا ہے:

تعانق الأرواح حتى إذا خابت مضت تحمل أوجاعها[۲۲]

ترجمہ: (جب ارواح کو آپس میں گلے لگوا لیا گیا تو جو ناکام ہو گئی تھیں وہ نامراد واپس چلی گئیں اور یوں اس حال میں کہ انہوں نے اپنے درد کی حسرت اور تشنگی اُٹھائی ہوئی تھی اور وہ ناکام و نامراد لوٹا دی گئیں)۔

عورت اور تعلیم و تربیت

فوزی کے ہاں عورت کو علم کی دعوت دینا کتنا عظیم اور لازمی امر ہے [۲۳] نیز اس کی تربیت تثقیف اور اکرام بھی نہایت ضروری فریضہ ہے اور تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ اسے بھی اعجاب اور تقدیر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے [۲۴] مگر اس کا اولین وظیفہ بچوں کی تربیت ہے جو صرف مامتا کو ودیعت کی جاتی ہے دیگر وظائف عورت کے لیے اتنے موزوں نہیں ہیں جتنے اس کو مامتا کی بنا پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ مامتا کا درجہ ہی بذات خود اتنا اونچا اور فائق ہے کہ تمام عہدے اس کے پیچھے چلتے ہیں اور اس عظیم مامتا کے قدموں کے نیچے ہی رہتے ہیں۔[۲۵] شاعر کہتا ہے۔

كل هـــذا لا نريدك تمشى بـــــك نحـــو المناصب الأقدام

إن نحـــب النساء مرتقيات فاضلات يسدى لهـــا الأعظام

لا نحب النساء مسترجلات يخلف اللين عندهـــا الأ قدام [۲۶]

ترجمہ: (جائیں ہم آپ سے یہ سب نہیں چاہتے کہ آپ دنیاوی عہدوں کا لالچ کریں ہم تو بس ترقی والی فاضل عورتوں سے محبت

کرتے ہیں۔ ہم مردانہ اداؤں والی عورتوں سے بالکل محبت نہیں کرتے جو اپنے قدموں کے ساتھ ساتھ دلدل بھی چھوڑ جاتی ہیں)۔

شاعر نسواں فوزی عورت کے بارے میں کہتا ہے کہ ہم صرف اور صرف ترقی یافتہ اور فاضل عورتوں سے محبت کرتے ہیں مردانہ اداؤں والی عورتوں سے بالکل محبت نہیں کرتے۔

فوزی اور جذبہء مامتا کی معراج

فوزی کے نزدیک مامتا، تحقیق ذات ہے اپنی ذات کی حقیقت مامتا کے ذریعے عورت کو عورت بناتی ہے اس بارے مٰیں وہ ممتا کو دوام بقا اور خلود کے ذریعے وجود میں ایک عین تحقیق ذات کا مظہر قرار دیتا ہے اور اسے تکریماً و احتراماً اپنی والہانہ محبت کے جذبے سے پکار کر "ماں" کہہ دیتا ہے:

یـــا لها من أمومة للخلود		هـــی ترمی

إن فيها سر البقاء والوجود		طی جسمی

وبها شـــاء ربنا إن تعيدی		فی الوری اسمی

إيه طوباك هند قول الوليد:		أنت أمی! [۲۷]

ترجمہ: (کاش مامتا کو ایسا دوام مل جائے جو اسے خلود بخش دے۔ اگر مامتا میں بقا اور وجود کا راز مضمر ہے پھر تو میرا جسم اس کے لئے قربان ہے۔ اور اسی جذبے کے تحت ہمارے رب نے چاہا کہ تم لوٹ کر آؤ اور مٹی میں سے میرا نام بلند کرو۔ کتنی پاکیزہ بات ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی کہہ دیتا ہے کہ: "آپ میری ماں ہیں")۔

اس عظمت و شوکت کے سزاوار شاعر نسواں نے عورت نامی رسالے میں "ماں" پر جو قصیدہ لکھا وہ علمی حلقوں میں نہ صرف مشہور و مقبول ہوا بلکہ اس قصیدہ نے دوسرا انعام بھی حاصل کیا۔ جب کہ "عظمۃ المرأۃ" عورت کی عظمت کے بارے میں اس کا ایک اور عمدہ قصیدہ بھی بہت مشہور ہوا۔ اس قصیدے میں اس نے عورت کی وفا سے متعلق خوبصورت ترین تصویر کھینچی ہے اس قصیدے کا مفہوم مثالی اور عمدہ ہے عورت کی عظمت کو اس نے معاشرے اور روز مرہ کی زندگی میں اس کے مفید و بے مثل کردار کو جانچتے ہوئے متعین کیا ہے اور عورت کی خوبیاں اور اس کا احترام اپنے قصیدے میں بار ہا ذکر کیا ہے۔ خصوصاً جب وہ کہتا ہے:

منكِ أمّي منكِ أختي وحـــــ		ـــناء فؤادي بحبّها المستهام [۲۸]

ترجمہ: (اے عورت، تو تو میری ماں ہے بہن ہے اور میرے محبت سے معمور دل کی حسین محبوبہ بھی ہے)۔

یہ عظیم شاعر عورت کی تعریف کرتے وقت اس کے ظاہر یا جسمانی خد و خال کی خوبصورتی یا اس کی دل موہ لینے والی اداؤں کی بات نہیں کرتا ہے بلکہ یہ اس عظیم اور مثالی عورت کی بات کرتا ہے جو عفّت و پاک دامنی کی صفت سے مزین ہے پاکیزہ عورت کی اعلی صفات بوڑھے ادھیڑ عمر جوان اور نوجوان ہر قسم کے مردوں کے لیے راحت کا باعث ہوتی ہے ایسی عورت آنے والی نسل کی تربیت بھی اپنی شخصیت کے خطوط پر کرتی ہے اگر عورت بگڑ جائے تو پورا معاشرہ بگڑ جاتا ہے فوزی کو عورت کا یہ وظیفہ سب سے زیادہ پسند ہے کہ عورت اپنی جان پر دکھ سہہ کر نسلوں کو جلا دیتی ہے۔ عورت کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ اور اس کی عزت و احترام ہر شخص کا رتبہ بڑھا دیتی ہے۔

شاعر مزید کہتا ہے کہ کسی قوم کی عظمت اور ترقی اسی طرح ممکن ہے کہ عورت کے لیے علوم و فنون کے سب دروازے کھول دے:

أطلقوها من القيود ترفرف		فيرفرف على الحياة السلام [۲۹]

ترجمہ: (تم اسے بے جا قیود سے نجات دلا دو اور دیکھو یہ کیسے پر اعتماد طریقے سے زندگی گزارے گی اور خود زندگی پر امن قائم ہو جائے گا)۔

وسیع النظر شاعر فوزی غیر جانب داری سے مزید یوں بھی کہتا ہے:

أكرموها وقدسوا النفس فيها فجد ير بمثلها الإكرام[۳۰]

ترجمہ: (اس کا احترام کرو اور اس جان کی تقدیس کا خیال کرو جو اس میں موجود ہے تم اس کی عزت کرو تو وہ خود عقلمندی سے آنے والی نسل کو بھی عقل مند بنادے گی)۔

علموها العلم الصحيح فتبدي لكم ما جهلتم الأيام[۳۱]

ترجمہ: (تم اس کو صحیح تعلیم دے کر تو دیکھو تم پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ تم نے سارے ہی پچھلے دن اور گزرا ہوا وقت اور زمانہ کتنی جہالت میں بسر کیا ہے!)

عورت کا کسی جان کو جلا دینا اس کا سب سے اہم اور عظیم کارنامہ ہے جو کائنات نے اس کی شخصیت کو دیکھتے ہوئے اس کے سپرد کیا ہوا ہے اس کی بجا آوری اسے عظمت و کرامت سے سرفراز کر دیتی ہے مامتا دین فطرت ہے اس پر ہر عورت کا ایمان وایقان ہے۔ فوزی نے اپنے قصیدے "الفردوس المستعاد" ۳۲ میں کتنے دلکش انداز میں عورت کے وظیفہ امومیت کا عکس کھینچا ہے اس کا کہنا ہے کہ ماں بننے کے تخلیقی عمل سے گزرتے وقت عورت کی تمام خطائیں اور گناہ دھل جاتے ہیں وہ دکھ اور درد سہہ سہہ کر خوب نکھر نکھر جاتی ہے اس پر مامتا کا جوبن اور سارا حسن وجمال اپنی آب وتاب کے ساتھ پھیلتا جاتا ہے ماں بننا تو وہ ارفع واعلیٰ تخلیقی عمل ہے جس کی وہ حصہ دار ہے شاعر آدم کی زبان سے یہ کہتا ہے:

فيك تنمو روحي وأنت مقيمه في قلبـــــــي

ما فقدنا فردوسنا ونعيمـــــه لاوربّـــــــي

هو حي فينا وهاك رسومـــه عـــــــنه تنبي

هو في الهوى وفيك الأمـــومه وهي حسبي[۳۳]

ترجمہ: (اے عورت! آپ میں میری روح نشو ونما پا رہی ہے اور آپ میرے دل میں مقیم ہیں۔ ہم نے آپ کی جنت اور اس کی نعمتیں نہیں کھوئیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ہمارا رب ہم میں زندہ ہے اور آپ کی ذات میں اس کے خد وخال موجود ہیں آپ ہمیں اس کی خبر دیتی ہیں اور اس کا پیامبر بھی ہیں وہ تو خود محبت میں رہتا ہے اور آپ میں مامتا کی محبت ہے جو میرے لیے حسب نسب کے اعتبار واستناد کا باعث بنتی ہے)۔

المختصر اس قدر مراتب جلیلہ رکھتے ہوئے عورت کیوں نہ محترم وموقر سمجھ لی جائے؟ شاعر عورت کو صرف اور صرف معزز دیکھنا چاہتا ہے وہ عورت کا بازاری روپ اور سوقیانہ اطوار وانداز دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اس نے اپنے قصیدے "بائعۃ الهوی" (ہوس بیچنے والی) میں غلط ادائیں دکھانے والی عورت کو پاگل اور مخبوط الحواس قرار دیا ہے جو ظاہر اور فانی حسن کو سب کچھ سمجھ لیتی ہے اور لوگوں کی عقلیں اڑا لینے کو سب سے بڑی فن کاری سمجھتی ہے وہ باطنی حسن کو تو بالکل اہمیت نہیں دیتی اور ظاہری حسن وکشش کے لیے ساری ذہنی وجسمانی قوتیں صرف کر دیتی ہے۔ فوزی نے اس عورت کو شعری زبان میں ایسا کہہ کر لاجواب کر دیا ہے کہ جسمانی حسن کب تک تمھارا ساتھ دے گا؟ ایک دن ضرور یہ تمھیں تنہا کر دے گا اور پھر بعد میں پچھتاوے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ عورت کی حیا اس میں باقی رہے اور شرم کی چادر لپٹی رہے تو اس کا وجود بھی قائم رہتا ہے عزت تو انسانی نفس کا نایاب ترین اصل وجوہر ہے خود اسے بیچ دینے سے ہر چیز نیست ونابود اور ختم ہو جاتی ہے اور عورت پھر عورت ہی نہیں رہتی۔ اپنے ایک دوسرے خوب صورت قصیدے "طا

قتۃ الزھر "یعنی پھول کی قوت"[۳۴] میں اس نے اپنے اعلیٰ خیالات اسی فلسفہ اور فکر کے تابع بیان کیے ہیں۔

فوزی المعلوف کے ادبی آثار

فوزی المعلوف کی مشہور ترین کتب یہ ہیں:

۱- ذکری فوزی المعلوف ۲- مسرحیۃ ابن حامد ۳- القصائد الوطنیۃ

۴- تأوھات الروح ۵- أغانی الأندلس ۶- شعلۃ العذاب

۷- دیوان فوزی المعلوف (اس کے بھائی ریاض معلوف نے چھپوایا تھا اور اس کے چار حصے ہیں)۔

۸- ملحمۃ (علی بساط الریح)[۳۵]

شاعر نسواں فوزی المعلوف عورت کے تقدس اور اس کے احترام اور ممتا کی محبت سے معمور ذات کے خدوخال کا زندہ پیامبر اور اس کے لازوال ابدی حسن جاوید کا پروردہ ہے۔ عورت سے محبت کے آئینہ میں حسن وجمال اور اس کی وفا وحیا کا راز اپنے بھرپور خیالات اور نظریات میں بیان کرتا ہے اس نے عورت کی شان میں بہت سے قصائد لکھے ہیں جو نہ صرف اس کے اعلیٰ خیالات کے غماز ہیں بلکہ اس کے وسعت قلب کے آئینہ دار بھی ہیں اور اس کے اکثر وبیشتر اشعار وافکار اس کے خالص اور عمدہ نظریات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ محبت کے وارفتہ جذبے کے تحت عورت کے تقدس اور اس کے احترام پر مبنی اس کی خوب صورت شاعری نے اسے بین الاقوامی طور پر پہچان عطا کی ہے نیز اسے شاعر نسواں کے زمرے میں شمار کروالیا ہے۔ فوزی معلوف کے اشعار نہ صرف وسعت وصفاوت قلبی کے غماز ہیں بلکہ اس کی لامحدود آفاقی ابعاد پر مشتمل شاعری اور اس میں عورت کا معصوم وپاکیزہ مقام ومرتبہ اسے بین الاقوامی سطح پر ادب کے اعلیٰ اور رفیع درجہ رکھنے والے متصوفین شعراء کی صف میں لے آیا ہے اور دنیائے علم وادب کے صوفی شعراء میں اس کا نام ہمیشہ زندہ وتابندہ رہے گا۔

حواشی وحوالہ جات

---

[۱] المقالح، عبد العزیز. الشعر بین الرؤیا والتشکیل. ط: ۱۹۸۱ء، دار العودۃ، بیروت، لبنان، ص۵۷

[۲] الملائکۃ، نازک. قضایا الشعر المعاصر. ط۳: ۱۹۶۷ء، منشورات، مکتبۃ النھضۃ، ص۱۱

[۳] الحاوی، أیلیا. فوزی المعلوف شاعر البعد والوجد. ط: ۱۹۷۳ء، دار الکتاب اللبنانی، بیروت، ص۴۳۷

[۴] زھیر ابن ابی سلمی شاعر العصر الجاہلی وابنہ کعب ابن زھیر شاعر مخضرم. حسب ویکیبیدیا: لعلّ البارز فی سیرۃ زھیر وأخبارہ تأصّلہ فی الشاعریۃ فقد ورث الشعر عن أبیہ وخالہ وزوج أمہ أوس بن حجر ولزھیر أختان ھما الخنساء وسلمی وبجیر، والعدید من أحفادہ وأبناء حفدتہ. فمن أحفادہ وحفیدہ عقبۃ المضرب وکانتا أیضاً شاعرتین. وأورث زھیر شاعریتہ لابنیہ بن کعب بن زھیر وسعید الشاعران، ومن أبناء الحفدۃ الشعراء عمرو بن سعید والعوّام ابنا عقبۃ المضرّب۔

[۵] شہناز ظہیر. د. (تسہیل الدراسۃ) الشعر الجدید رقم الرمز ۴۵۲۸ "خصائص الشعر العربی فی المھجر" الوحدۃ الثامنۃ لمنھج الماجستیر فی اللغۃ العربیۃ، جامعۃ العلامۃ اقبال المفتوحۃ، اسلام آباد، ۲۰۰۰م ص ۱۹۲

[۶] ریاض المعلوف الشاعر المھجری المعروف کان أخو فوزی المعلوف

[7] شفیق المعلوف الشاعر المہجری کان أخو فوزی المعلوف

[8] قیصر شاہین المعلوف الشاعر المہجری کان خال فوزی المعلوف

[9] میشال المعلوف الشاعر المہجری أیضا کان خال فوزی المعلوف

[10] خفاجی عبد المنعم. قصۃ الأدب المھجری. ط: ۱۹۸۰ء، دار الکتاب اللبنان، بیروت، ص ۶۳۴

[11] عبد الشہید صموئیل. فوزی المعلوف. ط: ۱۹۸۳ء، دار الکتاب اللبنان، بیروت، ص ۱۱۱

[12] أیضاً

[13] المقالح، عبد العزیز. الشعر بین الرؤیا والتشکیل. ط: ۱۹۸۱ء، دار العودۃ، بیروت، لبنان، ص ۵۷

[14] الملائکۃ، نازک. قضایا الشعر المعاصر. ط ۳: ۱۹۶۷ء، منشورات مکتبۃ النہضۃ، ص ۱۱

[15] المرجع قبل السابق

[16] حسن عبد الغنی محمد. الشعر العربی فی المہجر. ط: ۱۹۵۵ء، مکتبۃ الخانجی للطباعۃ والنشر والتوزیع. القاہرۃ، مصر، ص ۲۳۷ و ۲۳۸

[17] إمرأۃ ساقطۃ والمراد بھا الإمرأۃ التی لا تھتم لعفتھا ولا لکرامتھا وتوقع نفسھا فی المھالک الخطیرۃ فی الھوی

[18] المعلوف فوزی. دیوان فوزی المعلوف. ط: ۲۰۱۳ء، دار ہنداوی للنشر، القاہرۃ، مصر، ص ۶۳

[19] دیوان فوزی المعلوف، ص ۱۱۸-۱۱۹

[20] دیوان فوزی المعلوف، ص ۱۴

[21] دیوان فوزی المعلوف، ص ۸۹

[22] دیوان فوزی المعلوف، ص ۱۲۹

[23] صابر، عبد الدائم. أدب المھجر (دراسۃ تأصیلیۃ تحلیلیۃ لأبعاد التجربۃ التأملیۃ فی الأدب المھجری). ط: ۲۰۱۱ء، دار الکتاب الحدیث، ص ۳۷۸

[24] بلیع، عبد الحکیم. حرکۃ التجدید الشعری فی المھجر (بین النظریۃ والتطبیق). ط: ۱۹۸۰ء، الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، ص ۲۷۸

[25] حسن عبد الغنی محمد. الشعر العربی فی المھجر. ط: ۱۹۵۱ء، دار الفکر العربی القاہرۃ، مصر، ص ۷۹

[26] دیوان فوزی المعلوف، ص ۹۰

[27] دیوان فوزی المعلوف، ص ۹۱

[28] أیضاً... ص ۱۴

[29] أیضاً... ص ۱۴

[30] دیوان فوزی المعلوف، ص ۱۴

[31] أیضاً... ص ۱۴

[32] الفردوس المستعاد ہی قصیدۃ شہیرۃ لفوزی المعلوف التی ذکر فیہا عن الأمومۃ وعظمتھا

[33] المعلوف، فوزی. الفردوس المستعاد. ط: ۱۹۸۰ء، دار الکتاب اللبنانی، بیروت، ص ۱۷۹

[34] الحاوی، أیلیا. فوزی المعلوف. ط: ۱۹۸۱ء، بیروت، لبنان، ص ۱۱۲

[35] عبد الشہید، صموئیل. فوزی المعلوف. ط: ۱۹۸۳ء، دار الکتاب اللبنانی، بیروت، ص ۱۱۱